شاہین زیدی کا سفر نامہ ''سفرِ حج'' تجزیاتی مطالعہ

ANALYTICAL STUDY OF "SAFAR-E-HAJJ" SHAHEEN ZAIDI'S TRAVELOGUE

آسیہ ستار[1] ، ڈاکٹر صدف نقوی**

Abstract:

"Travel writing in Urdu started in nineteenth century travelogue of Yousaf Hussain Kamboh Posh "Ajaibat Farhang" is the first Travelogue of Urdu Travelogue of "Hajj" of Dr. Shaheen Zaide is a historical document. She described the very aspect of her journey, sufferings and observations in detail as the reader reads, he feels that he is with her in the journey. She makes his more interesting by presented rodad of journey in fiction style."

Keywords: Travelogue, Ajaibat Farhang, Hajj, Historical Document, Journey, Sufferings, Observations, Fiction Style.

کلیدی الفاظ: سفر نامہ، عجائباتِ فرنگ، حج، تاریخی دستاویز، سفر، مصائب، مشاہدات، افسانوی انداز۔

اُردو میں سفر نامہ نگاری کا آغاز انیسویں صدی سے ہوتا ہے۔ بیسویں صدی میں بھی بہت سے سفر نامے لکھے گئے۔ عصر حاضر میں سفر نامہ کو دیگر اصناف نثر کی طرح بہت زیادہ اہمیت ملی ہے کیونکہ ایک اچھا سفر نامہ، افسانوی ادب سے کسی طور بھی کم نہیں ہوتا۔ سفر نامے کی اپنی ایک الگ اہمیت ہے اور اسے اردو ادب میں بے حد پذیرائی ملی ہے۔

سفر نامہ ایک روداد، ایک رپوتاژ کی طرح ہے۔ جسے مصنف آپ بیتی کی طرح بیان کرتا ہے۔ سفر نامہ ایک طرح سے کسی داستان کی شکل ہے۔

کسی سفر کے ذاتی مشاہدات، احساسات اور واقعات کو ایک روداد اور رپورتاژ کی طرح بیان کرنا سفر نامہ نگاری ہے۔ سفری مشاہدے سیاحت کی آپ بیتی کو بیان کرنا سفر نامہ کہلاتا ہے۔ آپ بیتی زندگی کے احوال وواقعات کا نام ہے۔ جب کہ سفر نامہ سیر وسیاحت اور مختلف مقامات کی آپ بیتی ہے۔ جس طرح سوانح عمری اور آپ بیتی میں صرف صیغے کا فرق ہے۔ اسی طرح سفر نامے اور روداد اور رپورتاژ میں معمولی فرق ہے۔

سفر نامہ کسی خاص سفر کی داستان، اس میں پیش آنے والے واقعات کو بیان کرتا ہے۔ سفر نامے میں ذاتی تاثرات، قدرتی مناظر، تاریخی مقامات، مختلف علاقوں، شہروں اور ممالک کے حالات کو بیان کیا جاتا ہے۔ دراصل سفر نامہ آپ بیتی ہی کی ایک شکل ہے۔ مصنف یہ چاہتا ہے کہ قارئین میرے مشاہدات واحساساتِ سفر کی عکاسی سے محظوظ ہوں۔ لفظ سفر اور سفر نامے کے حوالے سے معروف شاعر اور سفر نامہ نویس حسن عباسی (۱) رقم طراز ہیں:

حسن عباسی لکھتے ہیں:

> ''سفر کا لفظ بہت پر کشش اور پر اسرار ہے۔ بالکل زندگی کی طرح، ہو بہو موت جیسا ہم دکھ سہتے ہیں، مگر پھر بھی زندہ رہتے ہیں۔ ہم مرنا نہیں چاہتے مگر ''اُس پار'' کی کشش ہمیں بے چین رکھتی ہے۔ سفر کا لفظ ایک قدیم حویلی جیسا ہے، جس کے اندر داخل ہوتے ہوئے

---

[1] ایم فل سکالر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی فیصل آباد

** صدرِ شعبہ اُردو، اسسٹنٹ پروفیسر اُردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی فیصل آباد

ڈر بھی لگتا ہے مگر اسے دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔ ہر قدم پر دل بھی دھڑکتا ہے اور آنکھوں کی حیرت، میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔ ہماری آنکھوں پر بہت سے رنگوں کی پٹیاں ایک ایک کر کے کھولتا جاتا ہے اور زندگی کا حسن اس طرح ہماری آنکھوں میں بھر دیتا ہے۔ جیسے برسوں پرانا خشک تالاب پانی سے بھر جائے۔"(۱)

سفر نامہ کئی اعتبار سے اہم ہے۔ یہ ناول اور افسانے کی طرح پر لطف اور دلچسپ صنف ہے۔ سفر کے مناظر، مشاہدات اور تجربات بڑے تلخ حقائق پر مبنی اور سبق آموز ہوتے ہیں۔ سفر نامے سے ایک شخص کسی بھی خطے تک رسائی حاصل کر کے وہاں کی سیر کراتا ہے۔ سفر نامے دو تہذیبوں، دو زبانوں اور دو براعظم کو ملاتے ہیں۔ سفر نامے معلومات بہم پہنچانے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ ان سے اردو نثر کو فروغ حاصل ہوتا ہے اور مختلف ممالک کے درمیان ایک رشتہ قائم ہوتا ہے۔ سفر نامہ محض یادگار اور مختلف معلومات کے لیے لکھے جاتے ہیں۔ سفر ناموں سے کسی علاقے، خطے اور ملک کی تہذیب و ثقافت وہاں کے رسم و رواج، زبان، ماحول، رہن سہن، الغرض وہاں کی زندگی کے خدوخال دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے نثری ادب میں سفر نامہ کو خاصی اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ یہ تفریح و سیاحت اور معلومات کا آسان ذریعہ ہے۔

اردو ادب میں سفر نگاری کی ابتداء "عجائبات فرنگ" سے ہوئی۔ سر سید احمد خان اور مولانا شبلی نعمانی کے سفر نامے ایک دستاویز کا درجہ رکھتے ہیں۔ اردو کے قدیم سفر ناموں میں "عجائبات فرنگ" (یوسف خان کمبل پوش)، "سفر نامہ مہاراج"، "مسافران لندن" (سر سید احمد خان)، "سیر ایران" (محمد حسین آزاد)، "سفر نامہ روم و مصر و شام"، (شبلی نعمانی) خاص طور پر اہم ہیں۔

بیسویں صدی کے بڑے سفر ناموں میں "سفر نامہ یورپ" (منشی محبوب عالم)، "نقش فرنگ" (قاضی عبدالغفار)، "سیر افغانستان" (سید سلیمان ندوی)، "نظر نامہ" (محمود نظامی)، "پاکستان سے دیارِ حرم تک" (نسیم حجازی) "سفر نامہ اقبال" (محمد حمزہ فاروقی) ابن انشا کے سفر نامے "چلتے ہو تو چین کو چلیے"، "ابن بطوطہ کے تعاقب میں" اور "دنیا گول ہے" زیادہ مشہور ہوئے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سے سفر نامہ نگاروں نے سفر نامے لکھے۔ جس سے اردو ادب میں اضافہ ہوا۔ جدید دور کے سفر نامہ نگاروں میں مستنصر حسین تارڑ، ممتاز مفتی، قراۃ العین حیدر، قدرت اللہ شہاب، عطاالحق قاسمی اور ڈاکٹر آصف فرخی زیادہ اہم ہیں۔

سفر نامہ نگاری میں ڈاکٹر شاہین زیدی کا نام معتبر انداز میں لیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر شاہین زیدی ایک افسانہ نگار ہیں، ناول نگار ہیں اور شاعرہ ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ سفر نامہ نگار بھی ہیں۔ انہوں نے ناول، افسانہ، شاعری اور سفر نامہ نگاری اردو ادب کی تمام اصناف میں طبع آزمائی کی اور بہت کامیابیاں حاصل کیں۔

ان کے سفر نامے میں بھی افسانے اور ناول سی دلکشی اور خوبصورتی ہے۔

ڈاکٹر شاہین نے جہاں تخلیقی ناول اور افسانے لکھے ہیں شاعری کی ہے۔ وہاں انہوں نے سفر نامہ بھی لکھا ہے۔ ان کا سفر نامہ ان کے حج کے سفر کے واقعات پر لکھا گیا ہے۔

ڈاکٹر شاہین زیدی کا سفر نامہ "سفرِ حج" کے نام سے ہے۔ اس سفر نامے کے صفحات کی تعداد ۲۰۸ ہے۔ اس کو ۲۰۱۳ء میں علم و عرفان پبلشرز لاہور نے شائع کیا۔ اس سفر نامے کا عنوان (سفر حج) ہے۔ اس سفر نامے میں دس ابواب ہیں۔

سب سے پہلے ابتدائیہ اور پھر باقی ابواب ہیں۔

- ابواب
- ابتدائیہ
- ارادہ حج

- گھر سے روانگی
- مکہ میں قیام اور بیت اللہ کی زیارت
- مکہ کے اطراف کی زیارت
- مدینہ منورہ میں قیام
- مسجد نبوی کے بارے میں معلومات
- مدینہ منورہ کے اطراف کی زیارت
- مدینہ سے واپسی اور ادائیگی حج
- الوداعی طواف، وطن واپسی

ڈاکٹر شاہین زیدی کا یہ سفر نامہ پہلی مرتبہ ۲۰۱۶ء میں منظر عام پر آیا۔ ان کا اسلوب قابل داد ہے۔ وہ قاری کو ہر جگہ سیر کراتی ہیں اور قاری ایسے محسوس کرتا ہے جیسے وہ ان کے ساتھ اس سفر میں ہو۔ سارا منظر قاری کی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

ڈاکٹر شاہین زیدی لکھتی ہیں:

> "اس سفر کے دوران ابتداء سے لے کر آخر تک جو واقعات پیش آئے میں نے جوں کا توں لکھ دیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ان لوگوں کے بارے میں بھی لکھا ہے۔ جنہوں نے ہر سال حج کیا ہے جو بار بار اس در پر حاضر ہوئے اور انہوں نے یہاں سے کیا سیکھا یا کیا لے کر گئے۔ انسانی رویوں نے مجھے بہت دفعہ بدل کیا، لوگوں کے رویوں اور باتوں سے مجھے تکلیف پہنچی۔ غرض ہر بات میں نے لکھ دی ہے۔"(۲)

ڈاکٹر شاہین زیدی نے حج کے لیے سفر کیا تو انہوں نے وہاں جو کچھ دیکھا محسوس کیا سب قلم بند کر دیا۔ لوگوں کے رویّے، مروجہ روایتوں اور تہذیبی طور طریقوں کو سفر نامے کے قالب میں ڈھال دیا۔ ان کا سفر نامہ اسلوب اور حسن بیان کے حوالے سے بڑا دلچسپ ہے۔ انہوں نے اپنے سفر نامہ میں عربوں کی تاریخی اور جغرافیائی معلومات سمیت تہذیب و تمدن اور ماحول کو خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔ اس سے قارئین کی معلومات میں اضافہ ہوا ہے۔ قاری اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر شاہین زیدی نے یہ سفر نامہ کسی داد کے لیے نہیں لکھا۔ انہوں نے محض اپنی معلومات کو الفاظ کا عملی جامہ پہنایا ہے۔ انہوں نے سفر حج کے دوران تمام سفری مواد اور واقعات کو قلم بند کیا ہے۔ سفر نامے محض معلومات اور دلچسپی کی خاطر لکھے جاتے ہیں اور انہوں نے اس بات کا بھی خیال رکھا ہے۔

ڈاکٹر شاہین زیدی نے جب حج کے لیے رخت سفر باندھا ان کے ذہن میں بھی نہ تھا کہ وہ اس پر سفر نامہ لکھیں گی اور دوران سفر تمام واقعات اور حالات لکھیں گی۔

اس حوالے سے ڈاکٹر شاہین زیدی لکھتی ہیں:

> "میں تو دل میں جانے کیا کیا سوچ کر سفرِ حج پر جا رہی تھی مگر میں اس وقت حیران رہ گئی۔ جب ایک دوست نے ایک پیکٹ قلم اور کاغذوں کا پلندہ میرے سپرد کرتے ہوئے کہا" سنو ہر روز رات کو سونے سے پہلے تمام دن کی روداد لکھ کر سونا۔۔۔ یعنی اب میرا کوئی عذر یا بہانہ قابل قبول نہ ہوگا۔ میرے دل میں گمان پیدا ہوا کہ شاید میری سہیلی کو میری قابلیت پر شک ہے یا سفر نامے کے بہانے وہ ضرور میرا کوئی تحریری امتحان لینا چاہتی ہے۔ اسے بھلا میرے سفر نامے سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے؟"(۳)

سفر ناموں میں مشاہدات، تجربات، احساسات، واقعات سمیت تبصرے بھی شامل ہوتے ہیں۔ ان کے سفر نامے میں آپ بیتی کی

جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ان کے سفر نامے کو ادبی لحاظ سے دیکھیں تو داستان، ناول اور افسانے سے زیادہ لطف دیتا ہے۔"سفر حج" سفر نامہ علمی و ادبی اور معلوماتی نقطہ نظر سے لکھا گیا ہے۔اس کے مطالعہ سے تاریخ وسیاحت اخلاق ونفسیات اور تہذیب و معاشرے کا علم حاصل ہوتا ہے۔

ڈاکٹر شاہین زیدی نے اس سفر نامے میں اہلِ عرب کی معاشرتی، سماجی اور سیاسی زندگی پر مکمل بحث کی ہے۔اس سے قارئین کو وہاں کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ڈاکٹر شاہین زیدی کا اندازِ بیان تحریری معلومات سے زیادہ قاری کے دل و دماغ کو تسکین پہنچاتا ہے اور انہوں نے یہ کوشش کی ہے کہ جن مناظر کو انہوں نے خود دیکھا ہے اور جو کچھ انہوں نے خود محسوس کیا ہے وہ قاری کو بھی دکھائیں اور محسوس کروائیں۔

ڈاکٹر شاہین زیدی لکھتی ہیں:

"یہ سفر نامہ لوگوں کے لیے یقیناً معاون ثابت ہوگا جو پہلی بار فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے جا رہے ہیں۔وہ خود کو ذہنی طور پر ہر قسم کی تکلیف کے لیے اور اذیّت کے لیے تیار کر کے جائیں۔یقیناً جو ذہنی طور پر سفری صعوبتوں کو برداشت کرنے کی تیاری کر کے جائیں گے وہ بہت پرسکون رہیں گے۔"(۴)

ڈاکٹر شاہین زیدی کے پاس بلند تخیل بھی ہے اور فنی مہارت بھی ان کے سفر نامے میں الفاظ نہیں بلکہ متحرک تصویریں ہیں۔ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے انہوں نے سرزمین "حجاز مقدس" کو ہماری آنکھوں کے سامنے رکھ دیا ہے۔

"سفر حج" کے چند اقتباسات ملاحظہ ہیں:

"میں دل و دماغ کو آنے والے دنوں کے لیے تیار کر رہی تھی۔یعنی اپنے معصوم سے بیٹے تابش کو گھر پر چھوڑے جا رہی تھی۔طرح طرح کے وسوسے دل کو گھیرے ہوئے تھے۔میں ہر نماز کے بعد خدا کے حضور ہاتھ پھیلائے ہی دعا کرتی تھی، کہ پروردگار میرے بیٹے کو اپنے حفظ و ایمان میں رکھنا۔بے سہاروں کا تو ہی سہارا ہے اور مجھے میرے ارادے میں ثابت قدم رکھنا ہے۔بیشک تو یتیموں پر اپنا دستِ شفقت رکھتا ہے۔۔۔تو ہی ہمارا والی وارث ہے۔"(۵)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کس قدر تفصیل کے ساتھ اپنے سفر حج پر جانے سے پہلے لوگوں کے رویّوں کی عکاسی کی ہے۔انہوں نے ان احباب کی منافقانہ اور پریشان کرنے والی باتوں کو بھی تفصیل سے بیان کیا ہے۔کیونکہ واقعات سفر کو ہو بہو بیان کرنا اچھے سفر نامے کی ضمانت ہے۔ڈاکٹر شاہین زیدی نے اس سفر نامے میں پاکستان سے روانگی سے لے کر جدہ سے واپسی تک کے تمام حالات بیان کیے ہیں اور انہوں نے آپ بیتی کو ایک روداد کی شکل میں بیان کیا ہے۔

ڈاکٹر شاہین زیدی لکھتی ہیں:

"میں ان لوگوں کی بھی بے حد ممنون ہوں جنہوں نے قدم قدم پر میری حوصلہ شکنی کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔۔۔ان کی منافقانہ، پریشان کر دینے والی باتوں نے میرے بھی حوصلے مزید بلند کر دیے تھے۔"(۶)

ڈاکٹر شاہین زیدی کے دیکھنے کا انداز کافی باریک بین ہے۔انہوں نے جو کچھ دیکھا ان تمام مناظر کو قاری تک پہنچانے کی کامیاب کوشش کی۔

انہوں نے اس سفر نامے میں پاکستان سے روانگی سے لے کر جدہ سے واپسی تک کے تمام حالات بیان کیے ہیں۔

ڈاکٹر شاہین زیدی لکھتی ہیں:

"سرکاری طور پر حج پر جانے والوں کا حال تو بس یوں جانیے کہ بہت برا ہوتا ہے۔میں نے اور شاہ صاحب نے اپنے بہت سے عزیز و اقارب کو حاجی کیمپ سے لاتے لے جاتے ہوئے ان کا جو حال دیکھا تو حجاج کرام سے کچھ پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی۔سرکاری طور پر جانے والوں کو انسان نہیں سمجھا جاتا۔یہ ہمارا خیال نہیں بلکہ ہماری ایک عزیزہ کا کہنا تھا۔بھئی تم کنجوسی سے کیوں کام لے رہی ہو۔۔۔پیسہ خرچ کرو۔

پرائیوٹ طور پر حج کرو بڑا سکون ملے گا۔"(۷)

ڈاکٹر شاہین زیدی کا "سفرِ حج" ان کے حج کی روداد ہے۔ انہوں نے سارے واقعات جو حج کے سفر سے پہلے رونما ہوئے مثلاً رشتہ داروں کی حوصلہ شکنی، مختلف طرح کی باتیں بنانے والوں کا رویہ وغیرہ بڑی مؤثر انداز میں بیان کیا ہے۔ حج کے سفر کے دوران جو کچھ ان کو اور دیگر حج کرنے والوں کو سامنا کرنا پڑا ان کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ انہوں نے ایک مقدس فریضے کی ادائیگی کے سفر کی داستان قلم بند کی ہے۔ اسے کوئی تفریحی سفر کے طور پر نہیں لکھا۔

اس لیے اس میں وہ فضا موجود ہے جسے روحانیت کے اثرات سے عبارت کہہ سکتے ہیں۔

اس سفر نامے کا سب سے جاندار حصہ وہ ہے جس میں انہوں نے حاجیوں کی رہنمائی کرنے والوں کی بے حسی اور غیر ذمہ دارانہ رویوں کا ذکر کیا ہے۔ مزید براں اس میں جو دشواریاں سامنے آتی ہیں ان کے بارے میں بھی معلومات دی گئی ہیں۔ انہوں نے حج کرنے والوں کو متنبہ کیا ہے کہ حج کے سفر کو جتنا آسان بنا کر نام نہاد حاجیوں کے رہنما پیش کرتے ہیں اتنا آسان ہر گز نہیں ہے۔ ایک پہلو سے اگر اسے "رہنمائے حج" کہا جائے تو نامناسب نہ ہوگا۔

یہ سفر نامہ دلچسپ بھی ہے اور عبرت انگیز بھی۔ محمد طارق علی لکھتے ہیں:

"ایک باسلیقہ تحریر کی بدولت مذکورہ کتاب کا انداز مودبانہ اور بیان اتنا دلچسپ ہے کہ قاری اسے ایک لمحہ کے لیے بھی ہاتھ سے چھوڑنے کا روادار نہیں ہوتا۔ مصنفہ نے جابجا پیش آنے والے واقعات کو سیدھے سادھے مگر من موہ لینے والے سٹائل میں بیان کیا ہے۔"(۸)

سفر حج کے محاسن کا تعلق ان میں نمایاں وصف ان کی ژرف نگاہی اور صاف گوئی ہے کہ ڈاکٹر شاہین زیدی ہر مرحلے میں صبر وضبط کا دامن مضبوطی سے تھامے ہر آزمائش سے گزرتی رہیں۔ آپ اپنے شوہر کے ساتھ ان کی زندگی میں عمرے اور زیارات کی سعادت حاصل کر چکی تھی اور اب شاہ صاحب کی وفات کے بعد سفر حج پر جانا ایسا تھا کہ جیسے اکیلے رہ کے جینا ہے اور یہ زہر غم بھی پینا ہے۔ ایک ننھی سی جان ان کا بیٹا تابش جو کبھی اپنی ماں سے جدا نہ ہوا ہو ڈاکٹر شاہین زیدی کو اس کی جدائی کا خیال دل میں سو وسوسے ہونے کے باوجود وہ فریضہ حج ادا کرتی ہیں۔ صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے۔

شاہین زیدی لکھتی ہیں:

"حج پر جانے کا ارادہ کیا قدم قدم پر مجھے مسعود زیدی یاد آئے۔۔۔ میں اور میرا بیٹا دونوں ان کی کمی ہر گزرتے دن کے ساتھ زیادہ سے زیادہ محسوس کرنے لگے۔"(۹)

اس سفر پر جانے والوں کی نفسیات یہی ہوتی ہے کہ اس زندگی میں اپنے مالک حقیقی کا قرب حاصل کرنے کی خاطر اس کے گھر کی زیارت کریں اور اس کے محبوب حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر تحفہ درود و سلام پیش کریں۔ مناسک حج ادا کرنا بہت بڑی آزمائش ہے مگر اس سے بڑھ کر اپنے حج کی حفاظت کرنا یعنی ہم جس شوق سے حج ادا کرتے ہیں آئندہ بھی پاک صاف زندگی بسر کرنے کی خاطر اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے وعدے پر قائم رہنا ہوگا۔ ڈاکٹر شاہین زیدی نے بجا طور پر کہا ہے کہ حج تو نام ہی مشقت کا ہے۔ جہاں آپ کو عبادت کے ساتھ بہت کچھ برداشت کرنا ہوگا۔

ڈاکٹر شاہین زیدی ایک ماں ہونے کے ناطے اپنے بیٹے تابش کی حوصلہ مندی کا ذکر یوں کرتی ہیں:

"ممی آپ روئیں نہیں۔۔۔ آپ میری فکر نہ کریں۔۔۔ آپ وہاں جا کر اپنا خیال رکھیے گا اور حج کر کے واپس آجایئے گا۔ میں وقت پر سکول جاؤں گا۔۔۔ قاری سے سپارہ کا سبق بھی پڑھ لوں گا۔ اب بس میری فکر نہ کریں۔"(۱۰)

شاہین زیدی ناول نگار ہیں۔ افسانہ نگار ہیں۔ اس لیے انہوں نے حج کے سفر کا آغاز اور اس میں پیش آنے والے واقعات اور مکالمات سے اس انداز میں کیا ہے کہ قاری کی مکمل دلچسپی حاصل کر لیتا ہے۔ انہوں نے تفصیل سے ہر مرحلے کی جزئیات کا ذکر کیا۔ قوانین کی عادات کا تذکرہ کرتے ہوئے ہلکی پھلکی طنز بھی کی ہے۔ اکثر خواتین اسی قسم کے سوالات کرتیں ہیں ''آپ کی گزر بسر کیسے ہوتی ہے'' آپ کے پاس کون رہتا ہے۔۔۔؟ اللہ اللہ اب ہم کیا کریں کس کس بات کا جواب دیں۔ یہ لوگ ہمارے بارے میں اتنا کیوں معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر شاہین زیدی نے سفر حج میں تلخ وشیریں واقعات بیان کرتے ہوئے قارئین کو ہر قسم کی معلومات پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

شاہین زیدی چونکہ سفر حج سے بہت پہلے اپنے جیون ساتھی سید مسعود کے ساتھ عمرے کی سعادت حاصل کر چکی تھیں۔ اس لیے انہیں پورے سفر حج کے دوران شوہر کی رفاقت کا زمانہ یاد آتا رہا۔ ڈاکٹر شاہین زیدی نے مختلف مقامات کے بارے میں معلومات فراہم کیں۔ وہ صفا اور مروہ ہوں یا غار ثور یا غار حرا ہو جنت البقیع ہو یا مسجدِ جن، ہر جگہ مختصر تاریخ اور نام کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے۔ یہ اور دوسرے بہت سے مقامات کی شرح کرتے ہوئے انہوں نے بعض جگہ حوالے بھی دیے ہیں لیکن اکثر جگہ سید عالم زیدی اور جاوید بھائی کی پیش کی ہوئی معلومات کو حتمی تصور کیا ہے۔

ڈاکٹر شاہین زیدی نے ''سفرِ حج'' میں مختلف مناظر کے خوبصورت مرقعے کھینچے ہیں۔ انہوں نے دیکھا اور محسوس کیا کہ سعودی عرب، عربی بھائیوں میں اخلاق کم نظر آیا۔ ان کے سخت چہرے غصہ بھری نگاہیں اور بیزاری کے نمونے انہوں نے کئی بار دیکھے اور اپنی تحریر میں اس کا ذکر بھی کیا۔

مدینہ منورہ میں قیام کے انتظامات میں ردوبدل ہوا اور بہتر جگہ پر قیام کا انتظام ہوا۔ اس میں احسن رضا صاحب نے اہم کردار ادا کیا۔ سفرِ حج میں ڈاکٹر شاہین زیدی لگی لپٹی رکھے بغیر جو کچھ گزری من و عن وہی بیان کر دیا۔ جنت البقیع میں اندر جانے کی اجازت نہیں۔ سعودی حکام کی طرف سے خواتین پر کچھ پابندیاں ہیں وہ بیچاری اونچی دیواروں کے ساتھ کھڑے ہو کر زیارت نامہ پڑھتی رہیں اور مخدومہ کونین جناب فاطمہ زہرا کی خدمت میں سلام عقیدت پیش کرتی رہیں۔

ڈاکٹر شاہین زیدی نے حج کے منظر نامے کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ

> ''آج آرزوؤں کی تکمیل کا دن تھا، حسرت پوری ہونے کو جا رہی تھی جس مقصد جس ارادے کی خاطر آئے تھے تکمیل پانے جا رہا تھا۔ حج کا آغاز ہو چکا تھا۔ حج کے پانچ دن ہیں۔ آٹھ سے بارہ ذوالحج عرفات منازل برکات پہلی منزل ہے۔''(۱۱)

وہ مزید لکھتی ہیں کہ

> ''آٹھ ذوالحج بروز بدھ صبح سویرے تابش جان سے بات کر کے خوشی ہوئی۔ تابش سکول جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔ میری آواز سن کر بہت خوش ہوئے۔ مناسکِ حج تکمیل تمنا کا دوسرا نام ہے۔''(۱۲)

شاہین زیدی اور ان کی ہمسفر خواتین کا روان آلِ عبا کا یہ اعزاز ہے کہ الوداعی طواف کے بعد اپنے وطن پاکستان واپسی پر جتنی دعائیں مانگتے آئیں وہ سب پوری ہوئی مگر سب سے بڑھ کر یہ بات کہ ایک دوسرے سے معافی مانگی کہ اگر ان چالیس دنوں میں کسی کو کسی کی کوئی بات ناگوار گزری ہے تو خدا کے گھر کے سامنے ہی ایک دوسرے کو معاف کر دیں۔ یقیناً ڈاکٹر شاہین زیدی کی اعلیٰ ظرفی نے دوران سفر میں کہیں کسی کے ساتھ ذرا سی دل آزاری کا موقع فراہم نہیں کیا البتہ دو خواتین اور ان کے رویے انہیں مضطرب کیے رکھا۔ ڈاکٹر شاہین زیدی نے اس سفر نامے میں سفر کے تمام احوال بتائے ہیں۔ انہوں نے سفرِ حج پر جانے سے پہلے پولی ٹیکنیک کالج میں جس قافلے کے ساتھ جانے کے لیے سیشن لیے اور پھر اس تقریب کا حال بھی بیان کیا ہے جس میں لوگوں نے کھانے کے دوران کیا کیا حرکات کیں اور کھانے پر ٹوٹ پڑے۔

ڈاکٹر شاہین زیدی کا یہ سفر نامہ فنی لحاظ سے عمدہ ہے۔ انہوں نے کوشش کی ہے کہ وہ جن مناظر کو خود دیکھ کر آئیں ہیں اور جو کچھ انہوں

نے محسوس کیا ہے۔ قاری کو بھی اس کی تصویر دکھائیں۔ڈاکٹر شاہین زیدی کے پاس بلند تخیل بھی ہے اور فنی مہارت بھی ہے۔ یہ ان کا سفر نامہ الفاظ نہیں ہیں بلکہ متحرک تصویریں ہیں جن کو پڑھتے ہوئے قاری اپنے آپ کو اس ماحول کا حصہ سمجھنے لگتا ہے۔انہوں نے حقیقت اور سفر کا ایک امتزاج بنا کر یہ سفر نامہ تخلیق کیا ہے۔اس کو پڑھ کر قاری بے مزہ نہیں ہوتا بلکہ وہ اس سے بے حد لطف اٹھاتا ہے کیونکہ انہوں نے اپنی اس سفری روداد کو افسانوی انداز میں پیش کیا ہے۔ جس سے قاری کا تجسّس بڑھ جاتا ہے اور تمام مناظر اس کی آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔

حوالہ جات

1. حسن عباسی، ہاتھ دل سے جدا نہیں ہوتا، لاہور: نستعلیق مطبوعات، ۲۰۱۶ء، ص ۱۵
2. شاہین زیدی، سفرِ حج، لاہور: علم و عرفان پبلشرز، ۲۰۱۳ء، ص ۱۲
3. ایضاً، ص ۱۳
4. ایضاً، ص ۱۶
5. ایضاً، ص ۱۷
6. ایضاً، ص ۲۳
7. ایضاً، ص ۲۸
8. محمد طارق علی، ماہنامہ نیرنگ خیال، راولپنڈی: گل ریز پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء، ص ۶۲
9. شاہین زیدی، سفرِ حج، ص ۱۵
10. ایضاً، ص ۲۲
11. ایضاً، ص ۱۹۲
12. ایضاً